

## قرآنی شہادت کی شرعی حیثیت

(دوبہی اور آخری قسط)

ڈاکٹر سید ازکیا ہاشمی<sup>۰</sup>

حدود میں قرآنی شہادت کی مثالیں

زنا میں قرآنی شہادت: جدید سائنسی ترقی کے نتیجے میں یہ ممکن ہو چکا ہے کہ کسی عورت کے متعلق یہ فیصلہ کیا جاسکے کہ اس نے زنا کیا ہے یا نہیں؟ مرد اور عورت کی منی کے ذریعے جو کپڑوں کے ساتھ لگی ہوئی تہیز کر کے بتایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے بدکاری کی ہے۔ ویڈیو کیمروں کے ذریعے ان کے بیو پرنٹ نکالے گئے ہوں تو یہ بھی جرم زنا کے اثبات کے لیے ایک قرینہ ہیں (اگرچہ اس مقصد کے لیے ویڈیو کیمرے کا استعمال جائز نہیں) مگر اسے قطعی قرینہ نہیں کہا جاسکتا کیونکہ اس میں بھی دھوکے کا احتمال ہے البتہ دیگر شواہد کے ساتھ اس قرینہ سے شہادت کو تقویت مل سکتی ہے۔

بعض اوقات کسی عورت کے ساتھ جبراً زیادتی کی جاتی ہے اور شہوت کے لیے کوئی گواہی موجود نہیں ہوتی، اور نہ عورت کے لیے یہ ممکن ہوتا ہے کہ وہ زیادتی کرنے والے کے خلاف گواہی پیش کر سکے۔ اگرچہ اس کی مجبوری کی بنا پر شریعت نے اسے حد سے مستثنیٰ ٹھہرایا ہے لیکن اس کے ساتھ جبراً زیادتی بھی تو بہت بڑا ظلم ہے اور کئی ہی عورتیں ہیں جن کے ساتھ جبراً زیادتی ہوتی ہے اور گواہ موجود نہ ہونے کی وجہ سے بدکار مرد سزا سے بچ جاتے ہیں اور عورتوں کی عصمتیں ان کے ہاتھوں محفوظ نہیں رہتیں۔ چند ماہ قبل پنجاب میں ایک کالج کی لڑکی کے ساتھ بااثر لوگوں نے جبراً زیادتی کی۔ مجرم گواہ نہ ہونے کی وجہ سے بری ہونے اور لڑکی نے انصاف نہ ملنے اور مجرموں کی طرف سے مزید دھمکیوں کے موصول ہونے پر خودکشی کر لی۔

اس طرح کے متعدد واقعات روز بروز پیش آتے رہتے ہیں ان حالات میں کیا یعنی شہادت ہی پر اکتفا ہونا چاہیے یا اگر قرآن و واقعات سے جرم ثابت ہوتا ہو تو مجرم کو سزا ملنی چاہیے؟ یہ مسئلہ اس دور میں اہل علم کی خصوصی توجہ کا طالب ہے۔ اگر شریعت کا منشا عدل کا قیام اور دفعِ ظلم ہے تو ہمارے خیال میں ان قرآن کی بنیاد پر مجرم کو ضرور سزا ملنی چاہیے، چاہے وہ تعزیر ہی کیوں نہ ہو۔ زنا عموماً رضامندی سے ہوتا ہے اور عہد نبویؐ میں تقریباً باہمی رضامندی سے کیے جانے والے اس عمل پر رجم کی سزائیں دی گئیں اور قرآن حکیم نے بھی چار گواہوں کی شرط ٹھیرائی لیکن جہاں کسی عورت سے جبراً زیادتی کی گئی ہو اور وہ مدعی بھی ہو تو ظاہر ہے اس کے لیے چار گواہ لانا ممکن نہیں۔ اس صورتِ حال میں ظلم کے انسداد عورتوں کے حقوق کے تحفظ اور ثبوتِ دعویٰ کے لیے قرآن وغیرہ پر ہی اعتماد کیا جاسکتا ہے۔

جدید دور میں ڈی این اے (DNA) ٹیسٹ کے ذریعے بچے کی ولدیت کے بارے میں بھی بتایا جاسکتا ہے کہ وہ کس کا بچہ ہے؟ اگر کسی عورت پر بدکاری کا الزام ہو اور اسے کسی مرد کے ساتھ متمم کیا جائے تو پیدا ہونے والے بچے کی ولدیت کی حقیقت اس ٹیسٹ کے ذریعہ معلوم کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی عورت کسی مرد پر زیادتی کا الزام لگائے اور اسے حمل ٹھیر جائے تو نومولود اور متمم شخص کے ٹیسٹوں سے اصلیت معلوم کی جاسکتی ہے۔

بعض اوقات قرآن انتہائی قطعی اور یقینی ہوتے ہیں۔ وہاں یعنی شہادتوں کو بھی جو ان کے بالمقابل ہوں رد کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً اگر چار گواہوں نے شہادت دی کہ فلاں عورت نے زنا کیا اور معاینے کے بعد قابلِ اعتماد عورتوں نے بتلایا کہ عورت کنواری ہے تو نہ عورت پر زنا کی حد واجب ہوگی نہ گواہوں پر حدِ قذف لگائی جائے گی۔<sup>(۱)</sup> اسی طرح اگر ملزمہ کے متعلق میڈیکل رپورٹ جس سے یہ ثابت ہو کہ وہ کنواری ہے ان ڈاکٹروں کی طرف سے جاری ہو جن کے تقویٰ اور تدین پر اعتماد کیا جاسکتا ہے اور وہ رپورٹ یعنی شہادتوں کے برخلاف ہو تو یہ ایک قرینہ قاطعہ ہے جسے شہادتوں کے برخلاف قبول کرنا چاہیے۔

فقہاء ارتکابِ زنا میں کنواری، غیر شادی شدہ عورت کے حاملہ ہونے کو یا شادی شدہ عورت کے شادی کے بعد چھ ماہ کی مدت سے قبل بچہ جننے کو معتبر قرینہ خیال کرتے ہیں اور حضرت عمرؓ نے ایسی عورت پر اسی قرینہ کی بنا پر حد بھی جاری کی تھی (جیسا کہ گزر چکا ہے) اگرچہ امام ابوحنیفہ اس قرینہ کا اعتبار اس وقت کرتے ہیں جب کہ عورت سے زنا کا اقرار کروایا جائے، ممکن ہے اس کے ساتھ جبراً زیادتی ہوئی ہو یا شبہ میں مباحثت ہو گئی ہو۔ لیکن اگر حالات و قرآن سے اس کی نفی ہوتی ہو اور رضامندی سے بدکاری ثابت ہوتی ہو تو کم از کم تعزیری سزا ضرور ملنی چاہیے۔ زنا کی سزا چونکہ بہت سخت ہے اس لیے جمہور فقہاء یعنی شہادت کو ضروری قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک اگر حاکم نے پچھم خود بھی زنا کا مشاہدہ کیا ہو تو وہ اپنے علم و مشاہدہ کی بنیاد پر مقدمہ کا فیصلہ نہیں کر سکتا کیونکہ قرآن حکیم میں چار آدمیوں کی گواہی کا ذکر ہے (النساء، ۴: ۱۵)۔

حضرت ابو بکرؓ سے مروی ہے: لورایت احدًا علیٰ حدّ لم احدہ حتی تقوم البینۃ عندی (التشریح الجنائی ۴۳۱/۲) (اگر کسی کو اپنی آنکھوں سے بھی موجب حدّ جرم کا ارتکاب کرتے دیکھو تب بھی اس وقت تک اپنی طرف سے حد جاری نہیں کر سکتا جب تک میرے سامنے اس کا ثبوت نہ آجائے)۔ اسی طرح جیسا کہ گزر چکا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی ایک عورت کو اس کی مشکوک حرکتوں کی بنا پر بدکار سمجھتے تھے مگر ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے اس پر حدّ جرم جاری نہیں فرمائی گویا زنا کی سزا کے لیے قطعی اور یقینی ثبوت ضروری ہے جو یعنی گواہوں کے ذریعے ممکن ہے، تاہم قرآن قویہ تعزیری سزاؤں کے جاری کرنے میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

شراب نوشی میں قرآنی شہادت: پیچھے گزر چکا ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے شراب کی بو اور نشہ کی حالت میں ہونے پر حد جاری کی تھی، امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بھی شراب کی بو کا آنا اور نشہ کی حالت حد جاری کرنے کے لیے واضح قرینہ ہیں (شرح فتح القدر ۱۷۸/۳)۔ اگر دو گواہ گواہی دیں کہ انھوں نے ملزم کو نشہ کی حالت میں پایا اور اس وقت اس کے منہ سے شراب کی بو آ رہی تھی تو امام صاحب کے نزدیک ملزم پر حد جاری ہوگی (التشریح الجنائی ۵۱۲/۲)۔

موجودہ دور میں اس سے بھی واضح اور قطعی قرینہ ملزم کے پیٹ سے حاصل ہونے والے مواد کا کیمیاوی تجزیہ ہے، جس کے ذریعے اس مواد کا تجزیہ کر کے فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ ملزم نے شراب پی تھی یا نہیں؟ یہ شہادت یعنی شہادت سے بھی زیادہ یقینی (authentic) ثابت ہو سکتی ہے۔

سرقہ میں قرآنی شہادت: فقہاء کے نزدیک مال مسروق کا ملزم سے برآمد ہونا اثبات جرم کے لیے واضح قرینہ ہے۔ موجودہ دور میں چوری کا سراغ لگانے کے لیے جدید وسائل سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے اور ان کی شہادت قرآنی شہادت کہلائے گی۔ مثلاً کوئی شخص قیمتی ہیرا یا موتی وغیرہ چرائیٹا ہے اور پکڑے جانے کے اندیشے سے اسے نگل لیتا ہے تو ایکس ریز یا الٹراساؤنڈ کے ذریعے اسے باسانی پیٹ میں دیکھا جاسکتا ہے اور ان سے حاصل ہونے والی شہادت یعنی گواہی سے زیادہ قطعی اور یقینی ہے۔ واضح رہے کہ شریعت میں چوری کا مقدمہ دو گواہوں کی شہادت یا ملزم کے اقرار سے ثابت ہوتا ہے۔<sup>(۲)</sup>

اسی طرح ملزم کی انگلیوں کے نشانات (finger prints) پاؤں کے نشانات یا بال وغیرہ جانے واردات سے دستیاب ہوں تو ماہرین ان کے تجزیہ سے اصل مجرم کا سراغ لگا سکتے ہیں، کیونکہ ہر انسان کے ہاتھوں کی لکیریں انگوٹھے کے نشانات دوسرے سے مختلف ہیں، اسی طرح بدن کے بال بھی دوسروں سے مختلف ہوتے ہیں۔ ماہرین اگر جانے واردات سے حاصل شدہ نشانات اور بالوں وغیرہ کا تجزیہ ملزم کے ہاتھ پاؤں کے نشانات اور بالوں سے کر کے مکمل مماثلت کا فیصلہ دیں تو یہ بھی ایک واضح قرینہ ہو سکتا ہے۔ اہم مقامات پر

جہاں لوگوں کا زیادہ ہجوم ہو سکیرے فٹ کیے جاتے ہیں اور اسکرین پر لوگوں کی حرکات و سکنات کا جائزہ لیا جاتا ہے اگر کوئی شخص چوری کرتا نظر آئے تو اس کے خلاف شہادت بمنزلہ یعنی شہادت کے ہونی چاہیے۔

جدید ذور میں سراغ رساں تربیت یافتہ کتوں سے بھی مدد لی جاتی ہے جو مقام واردات پر پائے جانے والے ملزم کے کپڑے جوتے یا کسی دوسری استعمال شدہ چیز کو سونگھ کر اصل مجرم تک پہنچ کر اس کی نشاندہی کر دیتے ہیں، اسے بھی مکمل طور پر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا بلکہ دیگر شواہد کے ساتھ یہ قرآن میں کراہت جرم کا قطعی اور یقینی ذریعہ بن جاتے ہیں۔

قتل میں قرآنی شہادت: فقہانے قتل کے معاملے میں قرآن کا لحاظ کیا ہے، مثلاً کوئی شخص کسی مکان سے اس حال میں باہر نکلا کہ اس کے ہاتھ میں خون آلود پتھری تھی اور وہ گھبرایا ہوا تھا اور اسی وقت گھر میں ایک شخص ذبح شدہ پڑا دیکھا گیا تو اس میں شے کی کوئی گنجائش نہیں کہ قاتل وہی شخص ہے (جو مکان سے نکلا ہے)۔ اس صورت میں محض وہی باتوں کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہیے کہ ممکن ہے شخص مذکور نے خودکشی کر لی ہو (مجلد الاحکام العدلیۃ، ص ۳۵۳)۔

موجودہ دور میں قتل کی سراغ رسانی کے لیے جدید آلات و ذرائع سے بھی کام لیا جاتا ہے اور ان کے ذریعے مجرم کی نشان دہی باسانی ہو جاتی ہے مثلاً پوسٹ مارٹم کے ذریعے موت کا سبب دریافت کیا جاسکتا ہے کہ میت کی موت طبعی ہے یا حادثاتی؟ نیز اس کی موت زہر کھانے کی وجہ سے ہوئی ہے یا تشدد و اذیت سے البتہ صحیح اور درست رپورٹ حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ماہر متدین اور قابل اعتماد سرجن میت کے پوسٹ مارٹم میں شریک ہوں۔ لیبارٹری میں میت کے خون کے تجزیے سے بہت سے حقائق سامنے آسکتے ہیں۔ بالوں، ہاتھوں اور پاؤں کے نشانات کے تجزیے اور موازنے سے بھی ماہرین مجرم تک باسانی پہنچ جاتے ہیں۔ آگے قتل و دستیاب ہونے کی صورت میں اس پر پائے جانے والے انگلیوں کے نشانات سے بھی ملزم تک پہنچا جاسکتا ہے۔ اگر قتل کے دوران کسی نے تصویر اتار دی تو قاتل کی نشان دہی کے لیے یہ بھی واضح ثبوت ہے بشرطیکہ دیگر ذرائع سے اس کی تائید ہوتی ہو اور تصویر بنانے میں جعل سازی کا اندیشہ نہ ہو اسی طرح قاتل اور مقتول کے درمیان وقوع قتل سے پہلے کسی قسم کا جھگڑا ہوا ہو اور ان آوازوں کو جن میں مقتول کی چیخ پکار شامل ہو بذریعہ ٹیپ ریکارڈ ٹیپ کر لیا گیا ہو اور آواز کے ماہرین تصدیق کریں تو ان کی رائے کو بطور شہادت تسلیم کیا جانا چاہیے۔

خلاصہ بحث: ۱۔ گذشتہ تفصیل سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ جرائم کی تفتیش میں محض گواہوں پر انحصار کافی نہیں ہے۔ تمدنی ترقی نے قرآن کا دائرہ بڑا وسیع کر دیا ہے۔ جرائم کی تفتیش حقوق کے تحفظ اور انصاف و ظلم کے لیے ان کی شہادت بڑی اہمیت رکھتی ہے اور ان کو نظر انداز کرنا کسی صورت میں شریعت کا منشا نہیں بلکہ اس کے مقاصد کو نقصان پہنچانا ہے۔

۲- اگرچہ قرآن حکیم اور احادیث نبویہ میں کچی گواہی دینے کی ہدایت اور تاکید کی گئی ہے اور گواہی چھپانے سے منع کیا گیا ہے (القدرہ ۲۸۲۲-۲۸۳) مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ اس زمانے میں تقویٰ و دیانت کا وہ معیار باقی نہیں رہا جو عہد نبوت یا قرونِ اولیٰ میں پایا جاتا تھا۔ موجودہ حالات میں کچی گواہی اس لیے بھی مشکل ہو چکی ہے کہ گواہ عدم تحفظ کا شکار ہوتے ہیں انھیں حکومت کی طرف سے کسی قسم کا تحفظ فراہم نہیں جاتا اور بعض اوقات کچی گواہی کے صلے میں جان سے بھی ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ اس لیے گواہی دینے سے عموماً احتیاز کیا جاتا ہے ان حالات میں جب کہ کچی گواہی مفقود ہو یا اس کے راستے میں مختلف ربا و نہیں حاصل ہو سکتا۔ زیادہ تر اعتقاد قرآن ہی پر کیا جائے گا۔ اس اعتبار سے بھی قرآن کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔

۳- عہد نبوی میں زنا کی سزا صرف مجرم کے اقرار پر لگائی گئی تھی نہ کہ گواہوں کی شہادت پر۔ یہ عہد واقعہ ہے کہ جرم زنا کے اثبات کے لیے چار یعنی شہادتوں کا فراہم ہونا بہت ہی دشوار ہے اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ گواہی میں ذرا سے اشتباہ کی بنا پر وہ خود حد قذف کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ ان حالات میں قرآن پر اعتماد مزید بڑھ جاتا ہے۔ اگرچہ محض قرآن پر حد زنا جاری نہیں کی جاسکتی۔ البتہ تعزیری سزا دی جاسکتی ہے۔

۴- جرائم کے ثبوت میں یعنی شہادتیں فراہم نہ ہونے کی صورت میں اگر قرآن کو نظر انداز کر دیا جائے تو محض اقرار پر اکتفا کرنا پڑے گا اور جرائم کی تفتیش سے متعلق افراد اور ادارے اعتراف کرانے کے لیے جبر و تشدد کا راستہ اختیار کریں گے اور یہ صورت حال عدل و انصاف کے راستے میں بڑی رکاوٹ پیدا کرے گی۔ اسی بنا پر حنبلیہ میں سے علامہ ابن قیم اور احناف میں سے ابن عرس نے قرآن کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے اور حدوں میں بھی ان کی شہادت کا اعتبار کیا ہے۔ جدید تمدنی زندگی میں جرائم کی تفتیش میں ان کی اہمیت پہلے سے کئی گنا زیادہ بڑھ چکی ہے اس لیے ہمیں اپنے نظام شہادت میں اسلامی اصولوں کی روشنی میں عصر حاضر کے تمدنی نظام کے تقاضوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ ہر دور کے تقاضوں کا بخوبی ساتھ دے سکتا ہے اس لیے ہمیں اسلامی نظام کے نفاذ اور قانون اسلامی کی تمدن میں جدید دور کے تقاضوں اور معاشرتی تبدیلیوں کو بھی سامنے رکھنا ہوگا اور شریعت کے مقاصد و اہداف اور اس کے علل و حکم پر بھی توجہ مرکوز کرنی ہوگی۔ ان معروضات کی حیثیت محض ایک رائے کی ہے نہ کہ فتویٰ کی۔ امید ہے اہل تحقیق اسلامی نظام شہادت کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے اسے اپنی بحث و تحقیق کا موضوع بنائیں گے تاکہ کسی متفقہ موقف تک پہنچنے کے لیے ان کی آرا سے استفادہ کیا جاسکے۔

حواشی

۱- ابن قدامہ المغنی، مصر مطبعہ المنار ۱۳۸۸ھ ج ۱۰ ص ۱۸۹۔

۲- کنف۔ الاختیار (ترجمہ سلامت علی خاں) ۱۱: اور تیسرا پیشہ اس ۶۳۔

مسلم ائمہ کا بہترین انگریزی جریدہ

# impact

INTERNATIONAL

لندن سے ہر ماہ شائع ہوتا ہے

عالمی واقعات و حالات کا تجزیہ و تبصرہ ملتی نقطہ نگاہ سے ---!

خیروں کا پس منظر اور پس پردہ حقائق و اشکاف ---!

ملت اسلامیہ کا درد رکھنے والے ہر صاحب فکر و نظر کے لیے ضروری اور مفید ---!

پاکستان بھر میں کہیں بھی منگوانے کے لیے صرف ۹۰۰ روپے کا بینک ڈرافٹ  
(اسلاک ریسرچ اکیڈمی گراچی کے نام) اور مکمل پتا ارسال فرمائیے

دو سال کی خریداری کے لیے صرف ۱۷۰۰ روپے

اپنے نام، اپنے دوستوں اور عزیزوں کے نام جاری کروائیے  
اور اس معتبر اور موثر ماہنامہ کے باوقار خریداروں میں شامل ہو جائیے

impact  
INTERNATIONAL



**ISLAMIC RESEARCH ACADEMY, KARACHI**

D-35, Block -5, Federal B Area, Karachi - 75950

Tel: (92-21) 6349840 - 679201, Fax: 6361040

E-mail: irakpk@yahoo.com